اسلوب: ایک تعارف

پروفیسر اعجاز محمد شیخ

عام فہم انداز میں کسی کام کو انجام دینے کے انداز، ڈھنگ یا طرز یا طریق کار کو اسلوب کہا جاتا ہے۔ مثلاً مرلی دھرن کا باؤلنگ (کرنے کا) اسلوب، رقص کا اسلوب، گانے کا اسلوب وغیرہ۔ اسلوب کی اس تعریف میں دو چیزیں زیر بحث آتی ہیں۔ ایک یہ کہ کیا یا کون سا کام انجام دیا جا رہا ہے اور دوم یہ کہ کس طرح انجام دیا جا رہا ہے۔ یعنی کیا (What) اور کیسے (How) اس ضمن میں کلیدی اہمیت رکھتے ہیں۔ مثلاً:

کیا	کیسے
موسیقی	(۱) کلاسیکی
	(۲) مغربی
	(۳) صوفیانہ (کشمیری) وغیرہ

اردو میں مستعمل لفظ ''اسلوب'' دراصل انگریزی لفظ ''Style'' کے مترادف ہے جو کہ لاطینی لفظ ''Stilus'' سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہاتھی دانت، لکڑی یا کسی دھات سے بنا ہوا ایک نوکیلا اوزار ہے جس سے پرانے زمانے میں موم کی تختیوں پر حروف، الفاظ یا نقوش کندہ کیے جاتے تھے۔ اسلوبیات میں اسلوب کو ادبی زبان کے تعلق سے بیان

کیا جاتا ہے۔اس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ ادیب یا قلم کار کس طرح اور کس انداز سے زبان کے موجود وسائل کو استعمال میں لاتا ہے اور ایسی خصوصیات تلاشنے کی سعی کی جاتی ہے جو اُس کے اسلوب کو دوسرے ادیبوں سے ممتاز کرتی ہے۔ بہ الفاظ دیگر اسے طرز نگارش یا طرز تحریر بھی کہا جا سکتا ہے۔مگر اسلوب کی جامع تعریف کرنا ایک بڑا کٹھن کام ہے۔کیوں کہ اسلوبیات لسانیات،(ادبی) تنقید اور جمالیات جیسے مشکل پسند مضامین میں مستقل طور پر زیر بحث رہی ہے۔ چوں کہ مذکورہ شعبہ جات اور حلقوں سے تعلق رکھنے والے ماہرین نے اسلوب کی وضاحت اپنے اپنے انداز میں کی ہے؛ لہٰذا اس کی مختلف اور الگ الگ تعریفیں وجود میں آئی ہیں۔ بہ قول مڈلٹن مرے(Middleton Murry):

"A discussiion of the word style if it were pursued with only a fraction of the rigour of scientific investigation would inevitably cover the whole of literary asethetics and the theory of criticism. Six books would not suffice for the attempt, much less would six lectures."
(Murry, Problem of Style, pp3)

اس کے باوجود بھی ادیبوں، ماہرین لسانیات اوراور ماہرین جمالیات نے اسلوب کو اپنے اپنے اندز میں بیان کیا ہے۔ مثلاً سیمول ویزلے(Samuel Wesley) کے لیے اسلوب خیالات کا لباس(Dress of Thought) ہےاور جوناتھن سوفٹ(Jonathan Swift) مناسب جگہوں پر مناسب الفاظ(Proper words in proper places) کے استعمال کو اسلوب کہتے ہیں۔مشہور فرانسیسی دانشور بفون(Buffon) کی تعریف یعنی اسلوب خود انسان ہے زبان زد عام ہے۔ کارل پروسٹ(Karl Proust) کے مطابق اسلوب انسان کے لیے وہی حیثیت رکھتا ہے جو ایک رنگ ساز کے لیے رنگ رکھتا ہے۔مختصر طور پر اسلوب مختلف النوع انداز میں

بیان ہوا ہے۔

یہ بات زیر نظر رکھتے ہوئے مشہور ماہر لسانیات نلزارک اینکوسٹ (N.E.Enkvist) نے اپنے مشہور مضمون On Defining Style میں اسلوب کے بیان کے لیے مختلف انداز یا اپروچ بیان کیے ہیں۔:

(1) Style as embellishment.
(2) Style as the choice between alternate expressions.
(3) Style as the set of individual characteristics.
(4) Style as the deviation from norm.
(5) Style as a set of relations among linguistic entities that are statable in terms of wider spans of text than the sentences.

یعنی اسلوب:

(۱) اسلوب بہ حیثیت صنائع
(۲) اسلوب بہ حیثیت متبادل اظہارات کے مابین اختیاری انتخاب
(۳) اسلوب بہ حیثیت انفرادی خصوصیات کا مجموعہ
(۴) اسلوب بہ حیثیت مروجہ اصولوں سے انحراف
(۵) اسلوب بہ حیثیت رشتوں کا ایک سلسلہ جو جملوں سے بالاتر جملہ متن سے تعلق رکھتا ہے

ان مختلف اندازوں کی وضاحت درج ذیل ہے:

(۱) اسلوب به حیثیت صنائع:

یہ اپروچ اُن تمام تعریفوں کا احاطہ کرتا ہے جن میں اسلوب کا کام خیالات کو ایک ٹھوس شکل دینا تصور کیا جاتا ہے۔ اس طرز فکر کے مطابق ایک ادیب کے ذہن میں کوئی خیال ہوتا ہے جو وہ قارئین تک پہنچانا چاہتا ہے۔ ایسا کرنے کے لیے اُسے زبان کے وسائل کو مناسب

انداز میں استعمال کرنا پڑتا ہے اور اُن وسائل کا استعمال ہی اُس کے اسلوب کو روح بخشتا ہے۔ بفون اور ویزلے کی اسلوب کی تعریفیں اسی ذیل میں آتی ہیں۔

Style as a dress of thought.(Samuel Wesley)

Style consists in the order and the movement which we introduce into our thought. (Buffon)

(۲) اسلوب متبادل اظہارات کے مابین اختیاری انتخاب:

اس اپروچ کے مطابق ادیب یا قلم کار کے سامنے کسی شے یا خیال کے اظہار کے لیے زبان کے متبادل وسائل موجود ہوتے ہیں اور یہ اُس کی قابلیت اور صلاحیت پر منحصر ہے کہ وہ اظہار کے دوران کون سا وسیلہ یا کون سا ڈھنگ اختیار کرے۔ اس نوعیت کے متبادلات زبان کی ہر سطح پر دستیاب ہوتے ہیں۔ یعنی یہ متبادلات ایک ادیب کو صوتیاتی، صرفیاتی اور نحویاتی وغیرہ سطحوں پر دستیاب ہوتے ہیں۔ مثلاً کشمیری زبان میں لفظ ''بادشاہ'' اور ''پادشاہ'' دونوں موجود ہیں مگر کوئی ادیب موقع ومحل یا کسی دوسرے سبب ''بادشاہ'' اور کوئی ''پادشاہ'' استعمال کرتا ہے اور کبھی ایک ہی ادیب مختلف موقعوں پر دونوں الفاظ استعمال کرتا ہے۔ یہ واضح رہے کہ دونوں الفاظ کو پہلی صوت الگ کرتی ہے؛ یعنی ادیب ''ب'' اور ''پ'' اصوات (مصمتوں) کے درمیان انتخاب کرتا ہے۔ اس نوع کا انتخاب مصوتوں کے درمیان بھی کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً علامہ اقبال کے درج ذیل شعر میں ''خموش'' اور ''خاموش'' مختصر اور طویل مصوتوں کے درمیان انتخاب کر کے استعمال کیے گئے ہیں۔ (بیگ، ۲۰۰۵ء، ص:۶۳)۔

خاموش ہے چاندنی قمر کی　　　　شاخیں ہیں خموش ہر شجر کی

اسی طرح ہم معنی الفاظوں کے درمیان بھی ادیب کے ذریعے انتخاب کیا جاتا ہے۔ مثلاً ''سرد'' اور ''ٹھنڈا''۔ دونوں ہم معنی لفظ ادیب کو دستیاب ہیں اور وہ شعوری یا غیر شعوری طور دونوں میں کسی ایک کا انتخاب کرتا ہے۔ بعض دفعہ اس نوع کا انتخاب جملوں یا

دوسری سطح پر بھی کیا جاتا ہے۔ مثلاً:

(۱)۔آؤ بیٹھو

(۲)۔آئے تشریف رکھیں

شاعری میں بھی ایسی مثالیں موجود ہیں جن میں دوشاعروں نے ایک ہی خیال کو الگ الگ جامہ پہنایا ہے۔ مثال کے طور ناسخ کا یہ شعر:

ہو گئے دفن ہزاروں ہی گل اندام اس میں
اس وجہ خاک سے ہوتے ہیں گلستاں پیدا

تقریباً یہی خیال، جو ناسخ نے مذکورہ بالا شعر میں پیش کیا ہے؛ کو غالبؔ نے بھی اپنے ایک شعر میں بیان کیا ہے مگر اُنھوں نے اسے ایک الگ قالب بخشا ہے:

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

اس قبیل سے تعلق رکھنے والی تعریفوں میں مشہور ماہرین لسانیات کی تعریفیں درج ذیل ہیں:

The patterning of choice made within the options presented by the convention of the language. (Gleason)

Two utterances in the same language which convey approximately the same information but which are different in their linguistic structure can be said to differ in style. (Hockett)

(۳) اسلوب بہ حیثیت انفرادی خصوصیات کا مجموعہ:-

یہ اپروچ یا نقطہ نظر ادیب کے اسلوب میں اُس کی انفرادی اور ذاتی خصوصیات پر زور دیتا ہے۔ اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا ہے کہ ہر ادیب کی اپنی انفرادیت ہوتی ہے جو اُس کی تحریر میں مختلف لسانی خصوصیات کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ ادیب کی یہی

خصوصیات اُس کے اسلوب کو پہچاننے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔اس نوع کی خصوصیات کومختلف لسانی سطحوں پر شماریاتی تکنیکوں کے ذریعے شمار یا الگ کیا جاسکتا ہے۔ پروفیسر گوپی چند نارنگ اقبال کی شاعری میں مذکورہ قسم کا صوتیاتی تجزیہ کرکے یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ اقبال کی شاعری میں زیادہ تر صفیری مصمتے(Fricative Consonants)اورطویل مصوتے ملتے ہیں۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اقبالؔ کے کلام میں ملنے والے صفیری مصمتوں کے پیچھے عربی وفارسی روایت موجود ہے۔مختصرطور پراس قسم کے مصموتوں کا استعمال اقبالؔ کے اسلوب کو ایک الگ پہچان بخشتے ہیں۔تاہم اس بات سے بھی مفرنہیں ہے کہ اس طرح کی منفرد خصوصیات کسی دوسرے ادیب میں بھی موجود ہوسکتی ہیں۔اس قبیل سے تعلق رکھنے والی تعریفوں میں چند ایک درج ذیل ہیں۔:

Style is the man. (Buffon)

Any man whatever has a peculair style. (Dr. Jonathan)

Style of an author is as apecific to him as his finger print. (Brown)

(٤) اسلوب مروجہ اصولوں سے انحراف:

ادبی زبان بالخصوص شاعری میں یہ چیز بالعموم نظر آتی ہے کہ ادیب مروجہ لسانی اصولوں کوتوڑ کرزبان کے وسائل کومنفرد اور نئے انداز سے استعمال میں لاتا ہے۔یہ بھی ممکن ہے کہ اس طرح کا استعمال زبان کے اصولوں کے دائرے میں ہی ہوا ہوگا لیکن اس سے قبل کسی ادیب نے زبان کا اس طرح کا استعمال نہ کیا ہو یا اگر کیا بھی ہوتو وہ استعمال محدودنوعیت کا رہا ہوگا۔مثلاً انگریزی زبان میں ایسا کوئی اصول موجودنہیں ہے جو یہ بتا سکے کہ اسم کے ساتھ کتنی صفات استعمال میں آتی یا آسکتی ہیں۔اگر چہ ایک ہی اسم کے ساتھ زیادہ صفات جوڑنا اسلوبی لحاظ سے غیر مناسب ہے مگر اس طرح کی کوئی حد بندی زبان کے قواعدی

اصولوں میں موجود نہیں ہے۔ اس آزادہ روی کا استعمال انگریزی زبان کے شاعر سون برن (Swinburne) ایک جگہ یوں کرتا ہے۔:

Villon, our sad, glad, mad brother's name

(بہ حوالہ ریمنڈ چیپ مین، ص:۴۶)

دوسرے طریقے کے استعمال میں زبان کے اصولوں سے انحراف واضح اور صاف طور سے نمایاں ہوتا ہے۔ یہ انحراف صوتی، مارفیمی اور جملوں کی سطح پر ہوتا ہے۔ مثلاً جان ہاپکنز (John Hopkins) نظم بہ عنوان The Wreck of Deutschland میں انگریزی زبان کے مارفیمی اصولوں کو توڑتے ہوئے رقم طراز ہیں۔:

The widow- making unchilding unfathering deeps

جملوں کی سطح پر اس قسم کی مثالیں بالعموم ملتی ہیں۔ کچھ مثالیں درج ذیل ہیں:

Come, we burn daylight. (Shakespear)

To what of a which of a wind. (E.E. Cummings)

A Grief ago. (Dylan Thomas)

اردو کے درج ذیل شعر میں لفظ ''پانی'' میں مارفیمی انحراف واضح طور نمایاں ہے۔:

ہے اب تو خیر اسی میں کہ پانیوں میں رہو
کبھی جو سطح پر آئے تو ڈوب جاؤ گے (صبا اکرام)

اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس قسم کے استعمال میں ادیبوں اور شاعروں کا مقصد کسی چیز یا موضوع کو واضح اور ممتاز کرنا ہوتا ہے۔

(۵) اسلوب متن میں جملوں سے بالاتر رشتوں کا سلسلہ:

یہ اپروچ اسلوب کو بہ حیثیت رشتوں کا ایک سلسلہ متصور کرتا ہے؛ جو جملوں سے بالاتر متن سے تعلق رکھتا ہے۔ مشہور ماہر لسانیات آرکی بالڈ ہل (Archibald A.

Hill) اسلوبیاتی تجزیے میں متن کو بہ حیثیت ایک کل (whole) واضح کرنے پر زور دیتا ہے۔ اُن کے نزدیک اسلوبیات اُن لسانی رشتوں کو بیان کرتا ہے جو جملوں کی سطح سے بالاتر یعنی متنی سطح پر بیان ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں۔ اُن کے الفاظ یوں ہیں۔:

(Style is concerned with) "all those relations among linguistic entities which are statable, or may be statable in terms of wider span than those which fall within the limits of the sentences.
(Archibald A. Hill. Introduction to Inguistic structure, pp.406)

یہاں یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ متنی تجزیہ (Textual Analysis) جدید لسانیات میں ایک کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نوع کے تجزیے میں متن کو ایک مربوط اکائی مانا جاتا ہے جس میں مختلف اجزا ایک دوسرے سے مکمل طور ہم آہنگ اور پیوست (Cohesion) ہوتے ہیں۔ کسی بھی متن کا اسلوبیاتی تجزیہ کرتے وقت مذکورہ پہلوؤں کی وضاحت لازم ہوتی ہے کیوں کہ یہ ادیب کے متن کو ایک الگ ہیئت دینے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

☆☆☆

کتابیات:

اعجاز محمد شیخ۔ اسلوبیاتی تنقید۔ (نئی دہلی، رجت پبلی کیشنز، 2020ء)

علی رفاد فتیحی۔ ساخت اور اسلوب: نظریہ و تجزیہ۔ (نئی دہلی، بُک کارپوریشن، 2016ء)

مرزا خلیل احمد بیگ۔ زبان، اسلوب اور اسلوبیات۔ (علی گڑھ، ادارۂ زبان و اسلوب، 1989ء)

مرزا خلیل احمد بیگ۔ تنقید اور اسلوبیاتی تنقید۔ (علی گڑھ، شعبۂ لسانیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، 2005ء)

مسعود حسین خان۔شعر در زبان۔(حیدرآباد،شعبہ اردو عثمانیہ یونیورسٹی،1969ء)
گوپی چند نارنگ۔ادبی تنقید اور اسلوبیات۔(نئی دہلی،ایجوکیشنل پبلشنگ ہائس،1989ء)
نذیر احمد ملک۔کشمیر سرمایۂ الفاظ کے سرچشمے(سرینگر،بک میڈیا،1993ء)
Freeman, D.C (ed).1970. Linguistics and Literary Style. New York. Rinchart and Winston.
Turner, G. 1973. Stylistics. Hermondsworth:Penguin.
Widdwoson, H.G. 1975. Stylistics and the Teaching of Literature. London: Longman

☆☆☆